خلاصۃ التواریخ اور اُس کا مصنّف

(جناب نور الحسن صاحب انصاری، دہلی یونیورسٹی ۔ دہلی)

خلاصۃ التواریخ، ہندوستان کی ایک عام تاریخ ہو جو کورو پانڈو کے عہد سے شروع ہو کر اورنگزیب کی تخت نشینی (۱۰۶۸ھ) پر ختم ہوتی ہے، کتاب جتنی مشہور ہے اس کے مصنف کے بارے میں اتنا ہی اختلاف ہے، خلاصۃ التواریخ کے مصنف نے ضمن میں کہیں اپنا نام نہیں ظاہر کیا ہے اس نے صرف یہ کہا ہے:-

از عنفوانِ ظہورِ صبحِ شعور بملازمت ناظمان امور مملکت و مال و صاحبان کارگاہِ دولت و اقبال بپیشۂ خطوط نویسی کہ عبارت از منشی گری باشد بسر بردہ" [1]

اس میں شک نہیں کہ کتاب کا مصنف ایک ہندو تھا، داخلی اور خارجی شہادتیں اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کتاب کے جتنے مخطوطے مختلف کتب خانوں میں دستیاب ہوئے ہیں، اُن کے ترجمے میں مصنف کو ہندو بتایا گیا ہے اور اس کے نام سے پہلے "منشی" یا "منشی المناشی" کا اضافہ ہے۔

ماثر الامرا کا مصنف صراحۃً کہتا ہے کہ "خلاصۃ التواریخ کہ در عہد عالمگیر بادشاہ ہندوی نوشتہ" [2]

کتاب اگر کسی مسلمان کی ہوتی تو یقیناً حمد و نعت سے شروع ہوتی، جیسا کہ اس دور کا عام دستور تھا، مگر ایسا نہیں ہے۔

مصنف، ہجری سن کے ساتھ بکرمی، سالباہن اور کلجگ سنوں کا بھی ذکر آتا ہے، کتاب کے ابتدائی حصہ میں ہندوؤں کی تاریخ اور ان کی اساطیر کا بہت تفصیلی ذکر ہے، کتاب کے دوسرے جزو میں جب

---

[1] خلاصۃ التواریخ (مطبوعہ) صلا

[2] ماثر الامرا ج ۱ ص ۱۷

مسلم عہد کا ذکر آتا ہے تو مصنف کے لہجہ میں اچانک تلخی آجاتی ہے اور وہ اس بات پر بے حد افسوس کرتا ہے کہ ہندوستان کے تخت پر ان سلاطین نے قبضہ کر لیا ہے جو ہندوستانی آداب، مذہب اور زبان سے کوئی تعلق نہیں رکھتے لیکن پھر اپنے آپ کو تسلی دیتے ہوئے کہتا ہے:۔

ہماں بہتر کہ کمند اندیشہ از قصۂ امثال ایں گفتگوہا کہ از امکان دریافت ایں ہیچمداں بیرون است باز داشتہ، خامۂ مدعانگار را بسمت مطلبی کہ در پیش است، منعطف گرداند۔" [۱]

مندرجہ بالا قرائن سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ مصنف ہندو تھا لیکن اس کے نام کے تعین میں بھی اختلافات ہیں۔

براؤن [۲]۔ موریے [۳] اور اشپرانگر [۴] اسے سَنجان (بفتحہ سین) پڑھتے ہیں۔

لیز ( ) اور ایلیٹ کے خیال میں سَیجان (بفتحہ سین و سکون یا) ہے [۵]

ایڈنبرا یونیورسٹی کی فہرست میں شَجان (بفتحہ شین و فتحہ جیم) ہے [۶]

مدرسہ عالیہ کلکتہ کی فہرست میں سُرجان رائے (بضمہ سین و کسرۂ را) ہے [۷]

فہرست مخطوطات ازبکستان اکادمی میں مصنف کا نام سُنجان (بضمہ سین و سکون نون، بتایا گیا ہے [۸]

گارساں دی تاسی نے اس کا نام سُجان (بضمہ سین و فتحہ جیم) لکھا ہے، جو ایک عام ہندو نام ہے اور تذکرۃ الامراء میں کم از کم تین سجان کا ذکر ہے۔ [۹]

ریو اور ایتھے گارساں دی تاسی سے مصنف کے نام کے ابتدائی لفظ کے بارے میں متفق ہیں، ایتھے تین نام تجویز کرتے ہیں۔

---

[۱] خلاصۃ التواریخ ص ۱۶۱

[۲] براؤن مخطوطات کیمبرج ص ۱۵۸

[۳] موریے ص ۶۹

[۴] اشپرانگر (بانکی پور ج ۷، ص ۱۲-۱۴)

[۵] بانکی پور ج ۷، ص ۱۲-۱۴

[۶] فہرست ایڈنبرا ص ۲۰۰

[۷] فہرست کلکتہ مدرسہ ص ۷۵-۷۶

[۸] فہرست مخطوطات ازبکستان اکادمی (روسی) ص ۳۴۸

[۹] ریو ج ۱ ص ۲۳۰

[۱۰] ایتھے انڈیا آفس ص ۳۶۲-۹۳

سجان سنگھ منشی، سجان رائے منشی اور منشی سجان رائے۔ موخرالذکر نام انڈیا آفس مخطوطہ نمبر ۲۶۳ میں بہت ظاہر ہے اور ایتھے کے خیال میں یہی صحیح ہے۔

ریو کے خیال میں مصنف کا نام سجان سنگھ دھیر ہے۔[۵۱]

ظفر حسن خاں نے جن پانچ مخطوطات سے خلاصۃ التواریخ ایڈٹ کی ہے، ان میں سے کم از کم دو کے ترقیمے میں مصنف کو سجان رائے بھنڈاری یا بہنداری لکھا ہے۔[۵۲] ریو کی ایک کاپی میں 'منشی سجان رائے بہنزاری' ہے۔[۵۳] ان اختلافات سے اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف کے صحیح نام کا تعین آسان نہیں۔ ہمیں کاتبوں کے ترقیمے پر انحصار کرنا ہے اور اُن میں جتنا اختلاف ہے۔ اس کی مثال اوپر دی گئی ہے۔

مصنف کے نام اور تلفظ کے بعد اس کا وطن بھی معرض اختلاف ہے، ریو، ایتھے اور وانوف[۵۴] مصنف کو صراحۃً 'پٹیالہ' کا باشندہ بتاتے ہیں، ظفر حسن خاں کے دو مخطوطات میں اس کا وطن 'بٹالہ' لکھا ہے۔[۵۵] اور حقیقتاً بٹالہ ہی مصنف کا وطن ہے، کتاب کے شروع میں جغرافیہ ہند کا ذکر کرتے ہوئے مصنف نے لاہور کے ضمن میں 'بٹالہ' کا تفصیلی ذکر کیا ہے اور اسی کو اپنا وطن قرار دیتا ہے۔

"چوں زاد و بوم نگارندۂ این نسخۂ دلکشا بٹالہ است لہذا اندکی از احوال آن شہر ...... بہ تسوید درآوردن ضروری است"[۵۶]

مصنف نے بٹالہ کے حالات بڑی تفصیل سے لکھے ہیں، وہاں کے مشاہیر، باغات، خاص خاص مقامات، اطراف و جوانب اور وہاں کے میلوں ٹھیلوں پر بڑی تفصیلی بحث کی ہے، جغرافیائی حصہ میں صوبہ لاہور کا ذکر سب سے زیادہ مفصل ہے، جبکہ بعض بعض صوبجات مثلاً اڑیسہ اور خاندیس وغیرہ کا بیان مشکل سے ایک صفحہ ہے، مزید براں مصنف نے پٹیالہ کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔

مصنف کے بیان کے مطابق خلاصۃ التواریخ دو سال کے عرصہ میں ۱۱۰۷ھ مطابق ۴۰ ہجری سن جلوس

---

۵۱ ریو ج ۳ ص ۹۰۸
۵۲ مقدمہ خلاصۃ التواریخ مطبوعہ
۵۳ ریو ج ۱ ص ۲۳۰
۵۴ ریو ج ۱ ص ۲۳۰ ایتھے نمبر ۲۶۲ وغیرہ، فہرست ایشیاٹک سوسائٹی بنگال ص ۵۶
۵۵ مقدمہ خلاصۃ التواریخ (ذخیرہ سوسائٹی)
۵۶ خلاصۃ التواریخ ص ۷۱

عالمگیری میں لکھی گئی۔[۵۱] مورخین عام طور پر ۱۱۰۷ھ کو کتاب کا سالِ تکمیل مانتے ہیں، مگر خود مصنف کے بعض بیانات سے سنہ مذکور میں اشتباہ پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً وہ کہتا ہے کہ شیخ عبدالقادر کا انتقال ۵۶۱ھ میں ہوا اور اس وقت تک ان کی وفات کو ۵۵۰ برس گذر چکے ہیں۔[۵۲] جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۱۱۱ھ میں بھی مصنف کتاب کی ترتیب و تالیف میں مشغول تھا، دوسری جگہ لکھتا ہے۔

"و در عہد...... اورنگزیب...... چوں دریای راوی بجانب شہر رو نہاد و از صدمات ان باکثر عمارات و باغات آسیب رسید در سنہ چہارم جلوس والا برای تعمیر بند مستحکم...... حکم مقدس بصدور پیوست...... و از ابتدائی سال چہارم بغایت حال کہ زیادہ از چہل سال می گذرد الخ:" [۵۳]

یعنی مصنف ۴۴ ویں سن جلوس مطابق ۱۱۱۰-۱۲ھ میں کتاب کی تصنیف کر رہا تھا۔ لیکن سکھوں کا بیان کرتے ہوئے مصنف کہتا ہے۔

"الحال کہ ایں نسخہ بتحریر می آید گورو گوبند رائے خلف گورو تیغ بہادر از مدت بست و دو سال سجادہ نشین است" [۵۴]

تیغ بہادر مصنف کے بیان کے مطابق، اسن جلوس عالمگیری (۱۰۸۴ھ) میں قتل ہوئے، ان کے بعد ان کے لڑکے گورو گوبند رائے گورو منتخب ہوئے، گویا تحریر کتاب کے وقت ۴۰ واں سن جلوس ۱۱۰۷ھ تھا۔

معلوم ہوتا ہے کہ ۱۱۰۷ھ میں کتاب کی تصنیف شروع کی گئی اور اگرچہ مصنف کے بیان کے مطابق کتاب کی تکمیل دو سال میں ہوگئی، لیکن اس کی تالیف یا کم از کم ترمیم کا عمل جاری رہا۔ سب سے زیادہ تعجب خیز امر یہ ہے کہ کتاب کے آخر میں اورنگزیب کی وفات (جمعہ ۲۸ ذی قعدہ ۱۱۱۸ھ) کا ذکر ہے۔[۵۵] اس آخری بیان نے محققین عجیب کشمکش و پیچ میں پڑ گئے ہیں، بعض اسے الحاقی بتاتے ہیں اور

---

۵۱ خلاصۃ التواریخ ص ۵۲ ایضاً ص ۵۳ ایضاً ص۶۵ ۵۴ خلاصۃ التواریخ ص۷

۵۵ ایضاً ص

بعض یہ کہتے ہیں کہ خود مصنف نے بعد میں اضافہ کیا[۵۱]

انڈیا آفس کے مخطوطہ ۳۶۲ میں اورنگزیب کی وفات کے علاوہ مقامی تاریخ کا بھی مختصراً ذکر ہے اور قدیم راجاؤں سے لیکر اورنگ زیب کے ۴۲ سن جلوس (۱۱۰۹ھ) تک کے حکمرانوں کی ایک فہرست دی ہے، لیکن اس ذخیرہ کے اگلے مخطوطہ ۳۶۳ میں۔ تو اورنگزیب کی وفات کا ذکر ہے اور مقامی تاریخ ہے۔

ادانوف کے خیال میں مصنف نے بعد میں اورنگزیب کی حکومت، مدتِ سلطنت اور اس دور کے اہم واقعات کا کتاب میں اضافہ کر دیا۔[۵۲]

خلاصۃ التواریخ کے مصنف کے بارے میں کہیں سے اور کوئی اطلاع نہیں ملتی، تصنیف ہذا سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مصنف بٹالہ کا رہنے والا تھا۔ اس کا پیشہ منشی گری تھا، اس نے کابل، ٹھٹھہ اور تنجور کی سیاحت کی، وہ پشاور بھی گیا جہاں کی عورتوں کے بارے میں وہ لکھتا ہے کہ یہاں کی عورتیں ایک شوہر کو چھوڑ کر دوسرا شوہر کر لیتی ہیں اور بعض بعض تو پندرہ پندرہ شوہر کرتی ہیں[۵۳]

۱۱۱۰ھ تک سرکاری ملازمت سے علیحدہ ہو چکا تھا جب اُس نے اپنے لڑکے رائے سنگھ کے کہنے سے خلاصۃ المکاتیب مرتب کی[۵۴]

اور اگر خلاصۃ التواریخ میں اورنگزیب کی وفات کا بیان الحاقی نہ ہو تو ماننا پڑیگا کہ مصنف اس وقت تک حیات تھا۔

خلاصۃ التواریخ کی ترتیب میں مصنف نے بہت سارے ماخذ سے فائدہ اٹھایا ہے وہ مندرجہ ذیل ۲۶ کتابوں کے نام گناتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کے علاوہ ایران و ہند کی مختلف تاریخیں اس کے پیشِ نظر رہیں[۵۵]

---

۵۱ بانکی پور ج ۷ ص ۱۲۰-۱۲۱، بوڈلین ۲۴۶

۵۲ ادانوف مرتبِ فہرست ایشیاٹک سوسائٹی بنگال (ذخیرہ سوسائٹی) ص ۵۶

۵۳ خلاصۃ التواریخ ص ۸۶

۵۴ خلاصۃ المکاتیب (قلمی)، ورق ۴

۵۵ خلاصۃ التواریخ ص ۵

(۱) رزم نامہ ۔ ترجمہ مہابھارت ۔ از شیخ عبدالقادر بدایونی وغیرہ

(۲) ترجمہ ہربنس پران از مولانا تبریزی (عہد اکبری)

(۳) ترجمہ راماین ۔

(۴) ترجمہ جوگ بششٹ ۔

(۵) گل افشاں ۔ ترجمہ سنگھاسن بتیسی

(۶) پدماوت

(۷) راجاولی ۔ از مصر بدیا دھر۔ ترجمہ فارسی از ساہو رام ۔

(۸) راج ترنگنی ۔ ترجمہ عماد الدین ۔

(۹) تاریخ سلطان محمود غزنوی از عنصری ۔

(۱۰) تاریخ سلطان شہاب الدین غوری ۔

(۱۱) تاریخ سلطان علاء الدین خلجی ۔

(۱۲) تاریخ فیروز شاہی از ضیاء الدین ۔

(۱۳) تاریخ افاغنہ از حسین خاں افغان ۔

(۱۴) ظفر نامہ شرف الدین علی یزدی ۔

(۱۵) تیمور نامہ ہاتفی ۔

(۱۶) تاریخ بابری از بابر۔ ترجمہ فارسی عبدالرحیم خانخاناں ۔

(۱۷) اکبر نامۂ ابوالفضل ۔

(۱۸) اکبر نامہ از شیخ الہدیٰ و منشی مرتضیٰ خاں ۔

(۱۹) تاریخ اکبر شاہی از شیخ عطا بیگ قزوینی ۔

(۲۰) طبقات اکبری ۔ خواجہ نظام الدین احمد اکبر شاہی ۔

(۲۱) اقبالنامہ جہانگیری ، معتمد خاں محمد شریف ۔

(۲۲) جہانگیر نامہ از جہانگیر بادشاہ۔

(۲۳) تاریخ شاہجہاں از وارث خاں۔

(۲۴) تاریخ عالمگیری۔ میر محمد کاظم منشی۔

(۲۵) تاریخ کشمیری۔ ترجمہ فارسی از کشمیری۔ شاہ محمد شاہ آبادی

(۲۶) تاریخ بہادر شاہی مشتمل بر تاریخ سلاطین گجرات و سندھ۔

اس کے علاوہ تاریخ سلاطین ملتان، مالوہ، دولت آباد، دکن، جونپور، بنگالہ واڑیسہ اور ایران اور ہند کی مختلف تاریخوں سے مصنف نے فائدہ اٹھایا۔ اس کے باوجود کہ مصنف ہندو تھا اور خلاصۃ التواریخ کے بعض ترجمات میں اسے ہندی اور سنسکرت کا ماہر بتایا گیا ہے[۵۱] لیکن اس نے ہندی اور سنسکرت کے مآخذ میں صرف ان کے فارسی تراجم کا ذکر کیا ہے اور غالباً اصل ہندی یا سنسکرت کتب سے استفادہ نہیں کیا۔ پھر بھی اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ کتاب کے ابتدائی حصہ میں ہندی اور پراکرت الفاظ کی کثرت ہے۔ خصوصاً ہندوستانی پھول پودوں، سواری کی چیزوں، علوم و فنون اور رسوم و رواج کے ہندی نام دیئے گئے ہیں۔

خلاصۃ التواریخ جن وسیع مآخذ پر مبنی ہے، اس کے لحاظ سے کتاب کی تاریخی اہمیت بہت ہونی چاہیئے لیکن مورلے[۵۲] کے خیال میں خلاصۃ التواریخ ایک اور قدیم تاریخ "مختصر" کی نقل ہے جس کا ایک غیر مکمل نسخہ مورلے نے دیکھا ہے۔ لیکن مورلے مختصر کے مصنف یا اس کی تاریخ تصنیف وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں کرتا۔ ریو[۵۳] کا خیال ہے کہ ممکن ہے مختصر بھی خلاصۃ التواریخ کے مصنف ہی کی تصنیف ہو۔

بعض دوسرے محققین[۵۴] کا کہنا ہے کہ خلاصۃ التواریخ تاریخ فرشتہ کا چربہ ہے، البتہ اس کی ترتیب مختلف ہے۔ اور یہ یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ مصنف نے جن مآخذ کے نام گنائے ہیں اس نے واقعۃً ان سے استفادہ کیا ہے، مگر کیپٹن لیز (Lees) کے خیال میں خلاصۃ التواریخ، ہندوستان کی بہترین تاریخوں میں

---

۵۱ اسٹوری ج ۱ جز ۱ ص ۴۵۴

۵۲ مورلے ص ۷۰

۵۳ ریو ج ۱ ص ۲۳۰

۵۴ بانکی پور فہرست ج ۷، ص ۱۴-۱۲۰ نیز مورلے

سے ہے جس کی ترتیب و تدوین میں مصنف نے انتہائی احتیاط برتی ہے اور سیر المتاخرین اس کتاب کا لفظ بہ لفظ ترجمہ ہے۔[۱]

خلاصۃ التواریخ کی اجمالی فہرست ذیل میں درج کی جاتی ہے، ہندو قوم، اس کی رسوم، مذاہب فرقے اور ذات کا بیان[۲]۔ ہندوستان کے جغرافیائی حالات۔ مصنف کے بیان کے مطابق عہد اورنگزیب میں ہندوستان بیس صوبوں میں منقسم تھا جن میں ۱۹۲ سرکار، ۵۲۱۸ محال اور ۸۰۵۷۳۸۲۴۶۸۲ دام تھے، صوبجات کے ذکر میں تمام صوبوں کی آمدنی، وہاں کے مشہور شہر اور کہیں کہیں وہاں کے مشاہیر کا ذکر ہے، البتہ دور دراز صوبوں مثلاً اڑلیسہ خاندیس وغیرہ کا بہت اجمالی حال ہے، یہ حصہ سب سے اہم ہے اور عہد اورنگزیب کے ہندوستان پر اس سے بڑی عمدہ روشنی پڑتی ہے۔ اس کے بعد اصل تاریخ شروع ہوتی ہے جسے دو حصوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ ہندو دور اور مسلم دور۔ اول الذکر کا آغاز کورو پانڈو کی سلطنت سے ہوتا ہے جو تقریباً اس جزو کے نصف حصہ کے برابر ہے، مگر افسوس یہ ہے کہ اس دور کی تاریخ اور اساطیر میں کوئی فرق نہیں، البتہ ہندوستان کے مختلف مقامات کی حالت کا جائزہ لینے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔ کورو پانڈو کے بعد آنے والے ہندو راجاؤں کی محض ایک فہرست دے دی ہے، یہ دور پرتھوی راج پر ختم ہوتا ہے۔

دوسرا جزو مسلم دور سے متعلق ہے، مسلم عہد کی تاریخ بہت مختصر اور معمولی ہے، مغل حکومت کا ذکر بابر سے شروع ہو کر اورنگزیب کی تخت نشینی پر ختم ہو جاتا ہے۔ مغل دور کی ہم عصر حکومتوں کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

خلاصۃ التواریخ کا انداز بیان سادہ اور دلچسپ ہے، جگہ جگہ اشعار کی پیوندکاری بھی ہے، لیکن مصنف کو جہاں کہیں موقعہ ملا ہے اس نے عبارت آرائی سے فائدہ اٹھایا ہے۔ کتاب کے ابتدائی حصہ میں ہندی الفاظ کی اچھی خاصی تعداد ہے۔

۱۔ بانکی پور فہرست ج ۷، ص ۱۱۔۱۲

۲۔ مصنف نے ہندو قوم کے بارے میں بڑی تفصیلی معلومات بہم پہونچائی ہیں، ہندو علوم و فنون کے سلسلہ میں قدیم ہندو قوم کی علمی کاوشوں کا جائزہ لیا ہے، ہندوستان کے فقیروں پر ایک مستقل بحث ہے جن میں سنیاسی، جوگی، بیراگی، اتراسی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

سجان رائے کی دوسری تصنیف خلاصۃ المکاتیب ہے جو فن خطوط نگاری پر مشتمل ہے، اس کتاب کے متن میں بھی مصنف اپنا نام ظاہر نہیں کرتا لیکن کچھ ایسے قرائن ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ خلاصۃ التواریخ اور خلاصۃ المکاتیب دونوں کا مصنف ایک ہی ہے۔ اول یہ کہ خلاصۃ التواریخ کی طرح یہاں بھی مصنف اپنے تعارف میں یہ کہتا ہے کہ اس کی عمر "صاحبانِ دولت و اقبال اور ناظمانِ ملک و مال کی منشی گری" میں بسر ہوئی، دوم یہ کہ خلاصۃ التواریخ اور خلاصۃ المکاتیب کی عبارت اور محاورے کئی جگہ مشترک ہیں[۵۱]۔ مصنف کہتا ہے کہ اس کا لڑکا رائے سنگھ اس سے اس قسم کی تصنیف کے لئے کہا کرتا تھا مگر مصنف اُسے ٹالتا رہا۔ یہاں تک کہ اپنے مسلمان دوست مولانا امان اللہ حسینی ساکن قصبہ سوہدرہ کے اصرار پر سن ۴۲ جلوس عالمگیری مطابق ۱۱۱۰ھ میں اس نے اپنی منشی گری کے دور کی تمام تحریریں اس کتاب میں جمع کر دیں[۵۲]۔

خلاصۃ التواریخ میں تقریباً ان تمام عنوانات پر رقعات اور مضامین ہیں جن پر ایک منشی کو لکھنے کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ مثلاً قلم، کاغذ، موسم، ہندوستان کے تہوار، مبارکبادی کے خطوط وغیرہ۔

سجان رائے کو ایک اور مجموعہ انشا 'خلاصۃ الانشا' کا مصنف بنایا جاتا ہے جو اس نے ۱۱۰۵ھ میں مکمل کیا[۵۳]۔ ریو نے ایک خلاصۃ الانشا کا ذکر کیا ہے جو ۳۵ سن جلوس عالمگیری (۱۱۰۱ھ) میں مرتب کی گئی، اس کتاب کا مصنف بھی اپنا نام ظاہر نہیں کرتا البتہ اتنا کہتا ہے کہ وہ میر آنند کا نواسہ ہے، میر آنند رائے 'بہاری مل (بھاڑا مل) دیوان داراشکوہ کی خدمت میں پلا بڑھا۔ لیکن عہد اورنگزیب میں وہ امیر خاں گورنر کابل سے متعلق ہو گیا اور ۱۰۶۸ھ سے ۱۰۹۰ھ تک اس امیر سے متعلق رہا[۵۴]۔

---

۵۱ خلاصۃ المکاتیب (قلمی) ورق ۳، نیز ایتھے ۲۱۰۹، ادبیات فارسی میں ہندوؤں کا حصہ ص ۶۹

۵۲ خلاصۃ المکاتیب ورق ۴۔ میں نے خلاصۃ المکاتیب کا جو مخطوطہ (نیشنل میوزیم نئی دہلی، ۲۲۶۱) دیکھا ہے اس میں امان اللہ کو "ساکن دہرہ" لکھا ہے۔

۵۳ اسٹوری J. 1، جزو ۱ ص ۵۵۴ ۔ ۵۴ ریو ج ۳ ص ۱۰۱۴